بحث و تحقیق | مولانا مدرار اللہ مدرار ـــــ جناب طالب ہاشمی صاحب

# فتنۂ قادیانیت
اور
# مولانا عبد الماجد دریابادی

**شیخ اکبر اور ایمان فرعون** | شیخ اکبر نے فصوص الحکم میں فرعون کے ایمان کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق ہونے کے وقت ایمان عطا فرمایا۔ پس اس کی ایسی حالت میں روح قبض کی کہ وہ طاہر و مطہر یعنی پاک و صاف تھا۔ اور اس میں کوئی گندگی نہ رہی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان لانے کے وقت اس کی روح قبض کی۔ پہلے اس سے کہ اس سے کوئی گناہ صادر ہو۔ اور اسلام سابقہ گناہوں کو نابود کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اس کو اپنی نشانی قرار دیا۔ اور یہ اس لئے کہ کوئی فرد اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائے (ارشاد خداوندی ہے) فانہ لا ییاس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون۔ بیشک اللہ کی رحمت سے کافر قومیں ہی ناامید ہوتی ہیں۔

اس کے بعد شیخ اکبر لکھتے ہیں:۔

فلو کان فرعون ممن ییاس ما بادر الی الایمان۔

یعنی اگر فرعون مایوس لوگوں میں سے ہوتا تو ایمان کی طرف مبادرت نہ کرتا

(بحوالہ الحل الاقوم لعقد فصوص الحکم صہ ۹۲)

شیخ اکبر کا بیان طویل ہے جس پر انہوں نے ایمان فرعون پر کئی دلیلیں قائم کی ہیں۔

لیکن حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر کے موقف پر اظہار رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "غرض شیخ اکبر کے دلائل سب مخدوش ہیں اور اس کے خلاف دلائل قویہ قائم ہیں جن میں تاویل مشکل ہے۔"

کتاب کے آخر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

خلاصہ مقام کا یہ ہوا کہ مسئلہ بالکل غلط جس کا قائل ہونا کسی کو جائز نہیں۔ لیکن چونکہ یہ غلطی شیخ کی

اجتہادی ہے۔ اس لئے ان پر تشنیع بھی جائز نہیں" (الحل الاقوم لعقد فصوص الحکم ص ۹۶)
اور آفتاب معرفت حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اکبر کی فتوحاتِ مکیہ اور فصوص الحکم کے خلاف ایسی ادیبانہ شان کے ساتھ اظہارِ خیال فرماتے ہیں کہ :-

" مارا بہ نص کار است نہ بہ فص۔ مارا فتوحاتِ مدنیہ از فتوحاتِ مکیہ مستغنی ساختہ است"

امام مجدد نے شیخ اکبر کے نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں وحدت الشہود کا نظریہ پیش کیا ہے اور اس کا درجہ بلند قرار دیا ہے لیکن شیخ اکبر کا کبھی ناگوار الفاظ میں ذکر نہیں کیا ہے۔
میری ان معروضات کا مطلب یہ ہے کہ ہم سب کو مسلّمہ اکابر کے حفظِ مراتب کا خیال رکھنا چاہئے۔

**لاہوری مرزائیوں کے عقائد پر ایک نظر**

اس فرقہ کے عقائد بظاہر قادیانی مرزائیوں کے مقابلے میں نرم نظر آتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق شبہات پیدا ہو سکتے ہیں لیکن ہم مختصراً بتا دیں گے کہ دراصل لاہوریوں اور قادیانیوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور دونوں کی اصلیت ایک ہی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ لاہوریوں کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے جب کہ ہم ثابت کر دیں گے کہ یہ مرزا کو اسی طرح نبی مانتے ہیں جس طرح کہ قادیانی مانتے ہیں۔

چنانچہ لاہوری مرزائیوں کے امیر اول محمد علی مرزا غلام احمد کی نبوت کے اقراری ہیں وہ لکھتے ہیں :-

(۱) "ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا" (بحوالہ ریویو آف ریلیجز۔ جلد ۵ نمبر ۶ ص ۳۱۴)

(۲) "ہر ایک نبی نے جو خدا کی طرف سے آیا ہے دو باتوں پر زور دیا ہے اول یہ کہ لوگ خدا پر ایمان لائیں اور دوسرا یہ کہ اس کی نبوت کو اور اس کو منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کریں ....... بعینہٖ اس قدیم سنتِ الٰہی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو بھی مبعوث فرمایا"

(ریویو ریلیجز۔ جلد نمبر ۱۲ ص ۲۶۵)

اختصار کی خاطر یہ دو شواہد اس حقیقت کے ثبوت کے لئے کافی ہیں کہ قادیانی مرزائیوں کی طرح لاہوری مرزائی بھی تمام امور میں مرزا کو اپنا مقتدا تو مانتے ہی ہیں انہیں نبی بھی مانتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے دیگر احکامِ قرآنی کے انکار کے علاوہ جہاد کی فرضیت سے بھی انکار کیا ہے۔ بلکہ اسے حرام قرار دیا ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں :-

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال (بحوالہ اربعین)

مرزا قادیانی نے فارسی میں "ایام صلح" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں کہا ہے کہ:-
"حج بیت اللہ ممنوع شد" یعنی اب حج بیت اللہ ممنوع ہو گیا ہے۔

لاہوری اور قادیانی فرقے مرزا صاحب کی متابعت میں جہاد اور حج بیت اللہ دونوں کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جہاد اور حج بیت اللہ نصوص قرآن و حدیث سے صریحاً ثابت ہیں اور قرآنی آیات و احکام سے انکار کرنا کھلم کھلا کفر ہے۔ اور یہ دونوں فرقے اس انکار میں مشترکہ طور پر پیش ہیں۔ اونٹ سے کسی نے پوچھا کہ اونچائی اچھی ہے یا اترائی اس نے جواب دیا کہ دونوں سے اللہ بچائے۔ میں نے قادیانیوں کے ساتھ لاہوری مرزائیوں کے چہرے سے بھی پردہ اٹھایا کہ یہی وقت کا مقتضا تھا۔

بیا تا با تو گویم راز یاراں
کہ آں راز نظر پوشیدہ دارند

**دعویدار نبوت اور سنجیدگی** | مولانا دریابادی نے اپنی تفسیر ماجدی میں دعویٰ ختم نبوت کے بارے میں کہا ہے کہ "دعویٰ کسی نے بھی نہیں کیا کہ میں آخری پیغمبر ہوں اور میرے بعد اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اور اس دعوے کی بولتی ہوئی سچائی دیکھئے کہ اس تیرہ چودہ سو برس کی مدت میں کوئی سنجیدگی کے ساتھ دعویدار نبوت ہوا ہی نہیں۔"

اس پر جناب طالب ہاشمی صاحب نے تنقید کرتے ہوئے اپنے مقالے میں لکھا ہے:-
"مرزا غلام احمد کے بارے میں یہ کہنا کہ اس نے سنجیدگی سے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا پرلے درجے کی غلط اور گمراہ کن بات ہے۔"

جب کہ مولانا دریابادی اپنی مندرجہ بالا تحریر سے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ ختم نبوت کی عملی صداقت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضورؐ نے یہ فرمایا کہ میرے بعد اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ تو اس دعوے کی یہ بولتی ہوئی سچائی ہے کہ اس تیرہ چودہ سو برس کی مدت میں سنجیدگی سے دعویدار نبوت ہوا ہی نہیں۔"

اور جناب مقالہ نگار مولانا دریابادی کے اس فکر انگیز نکتے کو غلط اور گمراہ کن قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ دعوے میں سنجیدگی کا مطلب یہ ہے کہ مدعی جس قسم کا بھی دعویٰ کرے وہ معقولیت پر مبنی ہو۔ اور اس کے

لئے جو صلاحیت اور اہلیت ضروری ہو۔ وہ مدعی عملاً ثابت کر کے دکھائے ۔مثلاً جو شخص مجدد ہونے کا دعویٰ کرے تو یہ اس بات کو مستلزم ہے کہ وہ عصری تقاضوں کے مطابق دین کو بلا کم و کاست جدید پیرائے میں پیش کرے ورنہ اس کا دعویٰ سنجیدگی تو کجا بیہودہ پن اور حماقت پر مبنی سمجھا جائے گا۔یہی حال نااہل مدعی نبوت کا ہے۔مرزا قادیانی نے نبوت کی بڑھک تو ماری لیکن اس کے لوازمات سے قطعاً عاری تھے۔نہ اس نے دنیا کے سامنے کوئی نیا پیغام اور نئی دعوت پیش کی اور نہ بلندیٔ اخلاق اور کردار کی پاکیزگی کا سبق دیا۔ اور اسی چیز نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٔ ختم نبوت کی سچائی کو عملاً روزِ روشن کی طرح ثابت کر دیا ۔مولانا رومی نے کتنا سچ کہا ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

**غیر سنجیدہ دعویٰ قابل سماعت نہیں**

معلوم ہونا چاہیئے کہ فقہ حنفیہ کے قوانین کے مطابق ہر دعویٰ قابل سماعت نہیں۔اس کی صحت کے لئے چند شرائط مقرر ہیں۔جن میں سے ایک یہ ہے کہ دعویٰ معقولیت اور سنجیدگی پر مبنی ہو۔ اور قابلِ ثبوت ہو۔ ورنہ مدعی کا دعویٰ قابلِ سماعت نہ ہوگا ۔مثلاً مدعی کسی ایسے شخص کو اپنا بیٹا بتاتا ہے کہ اس کی عمر اس سے زائد ہے ۔یا جو چیز عادتاً محال ہے وہ بھی سنجیدگی پر مبنی ہونے کی وجہ سے قابلِ سماعت نہیں۔مثلاً ایک شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہے سب لوگ اس کی محتاجی سے واقف ہیں۔ اغنیاء سے زکوٰۃ لیتا ہے اب وہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص کو میں نے ایک لاکھ اشرفی قرض دی ہے تو قاضی کی عدالت اس دعوے کو سماعت کے لئے قبول نہیں کرے گی۔

اسی طرح جس دعوے میں تناقض ہو وہ قابلِ سماعت نہ ہوگا۔امام راغب نے نقیضین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:۔

والنقیضان من الکلام مالا یصح احدھما مع الآخر نحو ھو کذا ولیس بکذا فی شئی واحد

(المفردات ص ۵۳۴)

ایک دعویٰ میں دو ایسی متناقض باتیں کہی جائیں جن میں سے ایک دوسرے کے ساتھ صحیح و موافق نہیں ہوتی مثلاً ایک چیز کے بارے میں کہا کہ یہ چیز ایسی ہے اور ایسی نہیں ہے۔

تناقض سنجیدگی کے خلاف اور ہزل کے زمرے میں آتا ہے اس لئے جس دعوے میں تناقض ہو وہ غیر مسموع ہوگا